

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## اشارات

آج جبکہ ۳۰ روز قدر ہے، میں صبح صبح یہ سطور لکھنے ملیٹا ہوں۔ میرے سامنے اپنے بار کے کیلئے اس کے مطابق یکم ذی الحجه کی مبارک سحر تصور میں جگھا دہی ہے۔ ۸ سے حج کی لمبی دینی عبادت کا آغاز ہوتا ہے اور ۵ دن کی عبادت اور مجاہدات سرگرمیوں کے بعد ۱۲ کو ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کی کمپ لاٹھ ہوتی ہے جس میں بار بار کی نقل و حرکت کے سامنہ اذکار و عبادات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

دنیا میں انسانی آزمائش کے بہت بڑے وجہ دو ہیں، جن میں سے ایک دنیا پرستی اور دولت پرستی ہے جو توکاڑ دتفاخہ کے ایسے طوفان اٹھاتی ہے کہ بڑے بڑے اہل تقویٰ کے لیے دستار فضیلت کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

قرآن اور حدیث میں دولت اور دنیا دینی دولت دنیا اور لذ اُندنیا کے بارے میں جو کچھ وارد ہے اس سب کو پڑھیں اور اس پتھر غور کریں۔ اکثر لوگ جو از کی راہیں نکلنی وکھیتی ہیں مگر ان کے سامنے جو پاندیاں اور مطالبات ہیں انہیں یا تو نظر انداز کر دیتے ہیں یا ان کا کم سے کم اثر ہے طور شرط لازم کے قبل کرتے ہیں۔ دولت کا وفور ہو یا دنیا گھیرے میں لیے ہوئے اور آدمی پھر ایمان و تقویٰ کے تقاضے پورے کر لے جائے، ایسی مثالیں تاریخ میں بھی، دینی حلقوں میں بھی کم ملتی ہیں، لگباکہ آج کے دور وادہ پر میں جس دنیا کے خلاف بغاوت کرنے والے سچے خدا پرستوں کو بھی مادیت کے ٹھوس اور محدود لکھنے سے کس رکھا ہے۔

حج کی عبادت بڑا حال ایسے مدارا اصحاب پر فرض ہے جو لو احقیقی کے حقوق ادا کرتے ہوئے سفر کے مصارف بھی اٹھاسکیں۔ آج کل اس درجہ کے بہت سے اصحاب بھی متوسط الحال یا ذرا اونچے

دریے کے غرب پر ہو سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہنپتہ تکاٹ و تفاخر یا یہ الفاظ اندیگہ دنیا کے جھمپیلوں میں الجھے ہجئے ہوتے ہیں، اس بیے ان کی روحیوں کو نتھارنے اور نکھارنے کے لیے ان کو ان کے ماحول سے الگ کرنے کے لیے ایک طرح کی بھرت کرداری جاتی ہے اور معمول کی ہونتوں کے بجائے کمپ لائیں کی مشکل سے اپنی دوچار کر دیا جاتا ہے۔

اب یہ نیک لوگ اگر شعور و ایمان کے سامنے تفاخر و تکاٹ کے سیلاہی و حمار برے آزاد ہو کر چند ساعتیں بلکہ چند دن بیک الدلّه بیک پکارتے ہوئے گذاریں، یہ وقتہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کی آوازوں سے فضنا کو بھر دیں، یا قیادت و جہت و جمیع لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حِلْيَفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشَرِّكِينَ جیسے مبارک کلمات سے منی میں قدم لگانے پیدا کر دیں۔ یہ اگر اس حکم کے آگے سر جھکھا دیں کہ لا درفت و لا فسُوق و لا حِدَّا لَ فِي التَّحْجُجِ، یہ اگر قربانی کے لیے خرچ کریں، سائلین اور ضرورت مندوں کو صدقات سے نوازیں تو ان کی پوری شخصیت بدل سکتی ہے۔

لیکن اگر ایمان و شعور میں کمی ہو تو پھر نہ صرف حجج میں بدگوشی اور قتل اور قساد کے حادثات مدد و نہایت ہوتے ہیں جو دو تین سال سے ساری دنیا کے اسلام میں وجہ اضطراب بننے ہوتے ہیں، بلکہ ہمارے ہمایت ہی پیارے حاجیوں کی خاصی بڑی تعداد ایسی ہوتی ہے کہ جو دولت پرستی اور تکاٹ و تفاخر کی دوڑ واپس آکر عین اسی نقطے سے از سر نو شروع کر دیتی ہے، جہاں وہ چھوڑ گئے ہوتے ہیں۔ یعنی شرط حجج دنیا کے مہرے جہاں جن خانوں میں چھوڑے تھے، واپس آکر وہیں سے ان کو حرکت دنیا شروع کر دیا۔

جن دنیوی چھوڑوں میں پہلے بتلاتھے، حج سے آکر چھرا نہیں میں جست گئے، جو مقدمہ بازیاں پہلے تھیں وقطع نظر اس سے کہ بنیاد سچائی تھی یا خرابی، وہی اب پھر جاری ہو گئیں۔ حتیٰ کہ کار و بار، لیعنی دنی، دفتری زندگی کا جو نقشہ پہلے تھا۔ وہ بجوں کا توں بجاں ہو گیا۔ زندگی کی رونقیں کسی پہلو سے پتا ہی نہیں دیتیں کہ جس کے دم قدم سے یہ ہیں وہ حج جیسی لمبی عبادت ذکر و صلوٰۃ کے سامنے بھرت جہاد اور قربانی سے گزر آیا ہے اور شیطان کو علامتی گنگہ مار کر اپنی نفرت کا اظہار کر آیا ہے کہ اب میں تجھے قریب نہ بھٹکنے دوں گا۔ اسراف ہے قود ہی، مردم بیزاری ہے تو وہی، لگھر میں بے پر دگ ہے تو

وہی، موسیقی کی تائیں اُنکے تیں تو اُسی طرح سُلی و شن پر پرانی مختصر کتی ہیں تو پہلے ہی کی طرح، سرمایہ سُود پر لگا تھا تو وہ اب بھی لگا ہے مگر آمدتی حرام کی کہیں سے ہو رہی تھی وہ اب بھی ہوتی ہے مزدور دن یا مانسوں کے ادائے حقوق میں بھر گئے بڑے پہلے تھی وہی اب بھی ہے۔ افراد سے سانپھر لگانے پر حسبِ معمول ہے، بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ حج کے بعد حاجی صاحب کے ہاں بہت برکت آگئی ہے۔

تو اے محترم حاجی صاحبان! جو ہمارے اس پیچے کی اشاعت تک فریضی سے فارغ ہو کروطن کا سُخ کر رہے ہوں گے، خدا کے لیے حج کی برکتوں اور سعادتوں کو اور روضہ نبویؐ کی زیارت کے فیضان کو وہیں جزیرہ العرب میں نہ چھوڑ آئیے اور یہ سمجھیے کہ احرام اُترا تو ساختہ میں حج کا خلوت بھی اُتمان ضروری ہے۔ اور پھر یہاں اُکراپنے آپ کو دنیا کے جھیلوں، دولت پرستی اور فناشِ دولت اور اسراف دولت اور تکاثر و تفاخر سے بچائیے۔ تب حج کی سعادتیں آپ کی زندگی میں نہایت حسین و جمیل کو نہیں چھوڑیں گی۔ مچھر آپ کو آخرت میں جا کر اصل تیجہ کا پتہ چلے گا۔

خدا ہمارے تمام حاجی بھائیوں کو حج کی برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ ان میں دولت اور دنیا کی آزمائش کا مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کرے۔

(۳)

محرم ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے اور اس کی پہلی تاریخ ہی دوسرے خلیفہ رسولؐ حضرت عمر فاروق کی منظومانہ شہادت کے خون سے مختصر ہوئی ہے۔ یکم محرم کو حضرت عمر فاروق کو جس غدار اور لے روایت اساعیل بن محمد کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر فاتحہ حملہ ۲۶ ذی الحجه ۳۲ ہجری وہ بُدھ ہوا۔ اور زخمی حالت میں امتحان کے بہت سے معاملات کو طے کرنے کے بعد وفات پاکہ یکم محرم ۳۲ ہجری کو تھیں ہوئی۔ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۴۵ - قتادہ کی روایت کی رو سے بُدھ کو زخمی ہوئے اور جمعرات کو وفات ہوئی۔ (حوالہ مابین - ص ۳۶) مگر ہماری رائے میں جو امور انہوں نے دفات پہلے انجام دیئے ہیں، جن کا روایت دُلتاری تاریخ میں ہے، وہ اتنے قلیل وقت میں ہو نہیں سکتے۔

سازشی قوت نے نشانہ مطلوب بنا کیا، وہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا خون چاٹنی، اپنا آئندی شکا۔ حضرت امام عین رضی اللہ عنہ کو بناتی ہے۔

میں یہاں کوئی قصہ بیان نہیں کروں گا، امر شیخ کوئی مطلوب نہیں، انبیاء و رسولوں و شہداء و مالکین کی مظلومانہ قربانیات حق کی راہ میں اتنی پیس کہ ساری سعید و تھے دعویٰ تھے لگر جائے اور کوئی دوسرا کام نہ ہونے پائے بلکہ دھی سیغام خلائق ہو جائے جس کے لیے قربانیات دی جاتی رہیں۔

محضراً میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نفس انسانی کے بگاڑ کے بہت ہی بڑے ذرائع دو ہیں: ایک بے قید دولت و صرف دولت اور دوسرے غیر محدود (یا مطلق العنوان)، اختصار یا اقتدار۔ ساری تاریخ میں آپ یہ عیرت ناک منظر دیکھیں گے کہ انہی دو چیزوں میان میں سے کسی ایک نے ہمیشہ تباہی کا سامان کیا لور مجد والوں نے ایسے تجربات سے سبق لینے کے بجائے پھر وہی تجربہ دھرا بیا اور ایسے ہی نتائج پائے، تمام علوم اور تمام عقليں اور ادب اور فنون اور عام قسم کی نہیں و اخلاقی تعلیمات مذکولت کو لکام دے سکیں اور نہ اختاری کو نکیل ڈال سکیں۔ بعض افراد نے ایک پہلو سے ناقص سے تجربات پر اپنے آپ کو مطمئن کر لیا، لگر دوسرا پہلو قابو سے باہر رہا۔ نتیجہ یہ کہ پہلے معاشرے میں اور پھر دنیا بھر میں فساد کے مچھلیے کا باعث بنا۔ جن صورتوں پر وقتی طور پر اطمینان ہوتا بھی ہے، ان کے بارے میں تغیر کا کوئی دوسرا بیلاؤ نظر کھڑا ہوتا ہے۔

پوری تاریخ معلوم میں واحد مثال حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ آپ نے دولت اور اختصار (راقتدار) دونوں کو خلاصی قانون اور اخلاقی محدود کا پابند کر دیا۔ اور بار بار امت کو انتباہ دیا کہ ایک توجیب بھی تم میں دولت عام ہو گی اور تنافس بڑھے گا اور تم شان و شوکت کی طرف راغب ہو گے تو قلم عقوبتوں کا لشکار ہو جاؤ گے، دوسرے تمہارے اندر جب خدا کی حکمیت اور اس کے قانون کی پاہندی سے آزاد ہو کر حکم چلانے والے نمودار ہوں گے تو پھر طرح طرح کے فتنوں کا سلسہ اٹھنے کا۔ یہ میں بہت سی پیشگوئیوں کا ملخص عرض کر رہا ہوں۔

یہ بھی دنیا میں لا جواب مثال ہے کہ ایک تھا نبی صدی تک کا لمبا عرصہ ملتِ اسلامیہ نے ایسا گزار کر جس میں اختخاری تو اس حد تک قابو ہیں رہی کہ حکمرانی کرنے والے خلفاء نمودر نبوت کے طبقات درج بن کر جئے، انہوں نے عام کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھے رہا ہوں نے اپنے خلاف تنقید کے

در واڑے چوپٹ کھول دیئے ہی نیز کسی بھی قسم کے حالات میں دین کی سربراہی کے ساتھ سامنہ عام آدمی کی بھیود اور اس کی مصیبتوں کے ازالے پر توجہ صرف کی۔ غرضیکہ اس سیاسی کام کو عبادت بنادیا۔ اور دولت کی قدر و قیمت انہوں نے اتنی گرامی کی کہ پل میں دس سو ہزار دینار غریبوں پر

صرف کر دیتے تھے۔  
تلکٰ حُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ۔

اس دوڑ کے بعد اخباری اور دولت دونوں نے حدود قیود کو ختم کر دیا اور مختصر سے مفاد یافتہ طبقے کے لیے یہ بلاعین سامان سیش و تنعم پر گئیں اور عoram طرح طرح کے نظام و مصالب کا شکار ہونے لگے۔ یہی وہ تبدیلی تھی جو یہ زیر کے دوڑ میں بھرپور طریقے سے انجھر کے آگئی۔

بے قید احتیاطی اور بے قید و لست دنیا کے اس چڑھتے ہوئے طوفان کو امام ہمیشہ نے رونما چاہا اور وہ اپنی اور چند ساختیوں کی لاشبوبی دیوار بن کر بھی روک نسکے۔

لہ اس کلام لیں صحابہ کرام میں کثرت سے ملتی ہیں۔ مگر ہم یہاں ایک صاحب مال حضرت عبد اللہ بن عوف کا ذکر کرتے ہیں۔ دوبار چالیس ہزار دینار تحریک کے لیے وقف کیے۔ جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ پیش کیے۔ سورہ براءت کے نزول کے موقع پر چار ہزار درہم پیش کیے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے پڑا غل نہ سنا کسی سے پوچھا کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ عبدالرحمن بن عوف تجارتی ہم سے لوٹے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول مخداد سے سنا ہے کہ حضرت عبد الرحمن (اپنی دولت کی وجہ سے) جنت میں گھسٹھے ہوتے داخل ہوں گے۔ غیرہم پھر تو جناب عبد الرحمن نے پورا قافلہ تجارت، سامان، اونٹ، پلن، رسیان، نقدی سب کچھ اسی وقت را خدا میں وقف کر دیا۔ خود حضرت عائشہؓ کا جذبہ الفاق دیکھی۔ ایک بار حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کیک لامکہ درہم بھیجے۔ انہوں نے اسی وقت غرباً میں تقسیم کر دیئے۔ خاد مر نے کہا کہ اچھا ہوتا کہ آپ افطار کے لیے کچھ گوشت خردی لیتیں۔ فرمایا۔ "تم نے پہلے یاد دلایا ہوتا۔" ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ رضا کے پاس ۱۰ ہزار کی رقم آئی جو انہوں نے راوی دعووۃؓ کے سامنے کھڑے کھڑے راہ خدا میں دے دی اور دو پتہ جھاڑ دیا۔

یہ ہے دولت کے خطرے سے بچنے کا راستہ۔ ہے کوئی مثال آج الیسی!

یہ انتہاری اور سید ولت آج بھی ہماری زندگیوں پر سوار ہے اور آج بھی ہم اذیتوں سے گذر رہے ہیں اور آج بھی اس کا کوئی علاج کتاب و سنت کے اسن نعم کے علاوہ نہیں ہے جس نے انتہاری اور دلت دنیا دنوں کو لکام اور اگاثی پچھاڑی سے فابود کیا تھا۔

بدقسمتی سے یہ دنوں بلائیں، کتاب و سنت میں بھی تاویلیں کر کے راستے بناتی ہیں، لوگوں کو خریدتی ہیں، استعمال کرتی ہیں، عہدوں کے طمطرائق سے مرعوب کرتی ہیں اور ہر اختلاف اور تنقید کو گلچتی ہیں اور ہر ہکزدہ وجود کا رسخ پھوڑتی ہیں۔

تو کسے برا درانِ ملت!

کیا آپ اپنے اندر خلفائے راشدین اور حضرت عائشہؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، والاجذب پیدا کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے اقتدار، در ویشی کا روپ اختیار کر گیا اور دلتِ دنیا کا وقار اتنا کم ہوا کہ وہ پیروں تک روشنی گئی۔

کیا آپ اس حالت کو بدلنے اور دورِ محنت و سعادت اور دورِ خلافت کی حالت کو بحال کرنے کے لیے امام زین کا ساجدہ پیدا کر سکتے ہیں اور اسے بستی بستی، پچھنچے میں اتنا پھیلا سکتے ہیں کہ دھایک مقدس میربن کے آٹھے اور آج بیزیدیتوں کے ہر روپ کو بھالے جائے؟

## احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورت استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔

فارمین سے گزارش ہے کہ بن اور اق پر آیات و احادیث ہوں، ان کا خاص احترام  
(ادارہ) محفوظ رکھیں۔